باب اول

منجملہ چہار باب

رسالہ

مرآت الحکمۃ و علاج الجہل

تصنیف

ماہر فنون حکمیہ واقف [illegible]

راے مرلیدھر دوم تعلقدار ضلع اورنگ آباد [illegible] بہادر

ماہ اپریل ۱۸۸۱ء

مقام لکھنؤ مطبع نامی منشی نولکشور مین چھپا

اوقات فرصت مین گلبرگہ پر اس رسالہ کی بنا زبان انگریزی مین ڈالی گئی تھی جبکہ مسودہ اتفاقاً مولوی مکرمی سید علی صاحب چیف جسٹس کے مطالعہ مین گذرا پسند کیا اور فرمایا کہ یہ مضمون اردو مین بیشتر مفید ہوگا حسبۃً دوبارہ رسالہ ہذا کا باب اول زبان اردو مین ترتیب دیکر شکریۃً صاحب ممدوح کو ڈیڈیکیٹ کیا گیا۔ اگر ارباب بصیرت اس تالیف کو مقبول فرماینگے بقیہ باب بھی مطبوع ہوکر شائع ہونگے۔

قبل اسکے کہ اصل مدعا سے بحث کرین واجب ہی کہ فضیلت
علم کی مختصر تصریح کیجاوے تا حاجت علم کی انسان کو شائع ہو
بقول خاص و عام ہی کہ انسان کو چار آنکھین چاہیین دو ظاہری اور
دو باطنی آنکھون باطنی سے مراد علم ہی ہے کہ بذریعہ علم کے
انسان نہ صرف حالات موجودہ و قریب بلکہ کیفیات گذشتہ و بعید کو
بھی مشاہدہ کرسکتا ہی اور اکثر واقعات آیندہ کی پیش بینی کرتا ہی پس
جسکو کہ علم نہو اسکو کور باطن کہنا بجا ہی اور اس بحث مین جہان کہ لفظ
کور باطن کا مستعمل ہو اس سے یہی مراد سمجھنی چاہیے مثل ہندی
یہ ہی کہ جاہل مثل ایک غوک کے ہی جو ایک چاہ عمیق و تاریک و
تنگ مین رہتا تھا جبکہ ایک ہنس کا کہ جو بمنزلہ عالم جہاندیدہ کے ہی
اس چاہ پر گذر ہوا غوک نے دریافت کیا تم کون ہو اور کہان
رہتے ہو ہنس نے جواب دیا ہمارا وطن مان سرور تال ہی غوک نے
استفسار کیا کہ وہ کسقدر طویل و عریض ہی ہنس نے کہا بہت لنبا چوڑا ہی
تو مینڈک نے چاہ کے اندر تھوڑے سے پانی کا چکر دیکر کہا اتنا بڑا ہی
ہنس نے تبسم کیا اور کہا اس سے مان سرور تال کو کیا نسبت تو درجہ بدرجہ

غوک بڑا جگر بڑھا بڑھا کر پوچھتا گیا تھی کہ آخر کار گرد کوئین کے پھر کے مینڈک نے پوچھا تو کیا مان سر ورا تنا بڑا ہی ہنس نے کہا اس سے بھی بڑا ہی تو مینڈک کو ناگوار معلوم ہوا اور ہرگز یقین نہ کر کے ہونٹ پیٹ پھلا کر غصہ سے بولا کہ اس چاہ سے بڑا تو نام خدا ابھی نہین ہیچ ہی کہ ع جہاندیدہ بسیار گوید دروغ ۔ اس تمثیل سے ظاہر ہی کہ ظلمت جہالت مین انسان کو بجز اپنی جاے سکونت کے اور کچھ معلومات نہین ہوسکتی اُسی حُب وطن کو کل عالم سمجھتا ہی بالعکس اگر انسان باعلم کو علیم الکل کہین بمقابلہ کور باطن کے بجا ہی کہ اُسکو یہانتک علم ہوسکتا ہی کہ قبل وجود اجرام ارضی وسماوی کے مادہ کس حالت لطیف مین ہوگا اور کس طور سے حسب آئین فطرت بتدریج کل اجسام فلکی و دنیوی صورت حال کو پہونچے جسکو اب ہم ارض کہتے ہین پیشتر کیسی دود نما رقیق حالت مین ہوگی بتدریج حدت کے زائل ہونے سے کیسی منجمد ہوتی گئی تھے کہ پانی جو تا انوقت ابخرونکی حالت مین ہوگا بتدریج کثیف ہوکر اطراف زمین مین حاقہ ہوگیا اور بعدہ آتش اندرونی کی قواے کے زیر و زبر سے سطح ارضی مین نشیب و فراز واقع ہوکر خشکی

وتری کی تفریق ہوئی ہو چنانچہ جو طبقات ارضی سے واقف ہی
کہ سکتا ہی کہ اس طور کے انقلاب سطح زمین مین کئی دفع ہوئے ہونگے
اور ہر انقلاب کے بعد خشکی اور تری کے حدود کہان کہان ہونگے
اور کس کس طبقہ مین کس کس قسم کے نباتات و حیوانات وجود رکھتے ہونگے
اور ہر طبقے کے موجودات کو مقابلہ کرنے سے کہ سکیگا کہ فطرت مین
کیا عجیب قوت منمیہ پائی جاتی ہی کہ جس سے بہ امداد قواے مغیرہ و
مصورہ موجودات اس حالت ترقی کو پہونچے۔ جو علم ہیئت سے
واقف ہی علی ہذا القیاس وہ بعد ومعیاد گردش و تعداد ورفتار وغیرہ
اکثر اجرام سماوی کی استدراک کرسکتا ہی ہمبرین قیاس علم جغرافیہ سے
عالم کی چشم باطنی کے روبرو سب جبال و بلاد دنیا کے ہر وقت
موجود رہتے ہین و تواریخ سے جو واقعات گذر چکے تاریخ دان کی نظر سے
کبھی پوشیدہ نہین رہتے اور پچھلے حالات و واقعات فطرتی و دنیوی کے
نتائج سے اہل علم کہ سکتا ہی کہ آئندہ کیا صورت نمودار ہوگی پس
علیم کو ہر سہ زمانہ و بعد و قرب گویا یکسان ہین پس کیا ایسی چیز سے
بے بہرہ رہنا اور اسکی قدر شناسی نکرنا باعث افسوس نہین ہی۔

سب شعبون مین علم ہی کو فضیلت دی گئی ہی چنانچہ نقل ہر کہ ایک
اصحاب نے حضرت رسالت صلعم سے سوال کیا کہ کدام عمل با فضل تر است
آپ نے جواب دیا کہ علم پھر وہی بگر دیگر سوال کیا حضرت نے وہی
جواب دیا تب اُن صاحب نے کہا کہ از عمل سوال می کنم نہ از علم
جواب دیا کہ عمل اندک با علم بہتر از عمل بسیار با جہل است پس واجب ہر
کہ جو خیالات بے علمی کی نسبت اکثر انسانون کے ضمیر مین جا گیر
ہو گئے ہین اُنکو رفع کرین۔

علم کو فلسفہ و حکمت بھی کہتے ہین اور اس سے مراد کسی خاص
قسم کی معلومات یا علم سے نہین بلکہ یہ لفظ جمیع معلومات ممکنہ انسانی پر
حاوی ہی جو متعلق بہ روح ہو اور جو متعلق بجسم اور اسی معنی مین ہمنے
لفظ فلسفہ و حکمت کو بحث آیندہ مین استعمال کیا ہی بحث آیندہ مین
ہم کسی خاص علم یا علمون کی تفسیر نکرینگے بلکہ ہمارا عندیہ اور مدعا یہ ہی
کہ اُن ہاجیان فلسفہ کے قول کو رد کرین جو سمجھتے ہین کہ علم سے
فوائد عملی انسان کو نہین پہونچ سکتے اور اُن گم گشتگان راہ حقیقی کو راستی پر
لگائین جو ذرایع کو نتایج سمجھ بیٹھے ہین اور خیال کرتے ہین کہ علم و عمل کے

ازدواج ہونے سے تذلیل فلاسفہ ہے اور اُن دونوں نسبت مقلد الطبع کو
جرأت بخشیں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دنیا
روبزوال ہے ممکن نہیں کہ یہ موجودہ یا آئندہ گذشتگان سے پیش قدمی
کر سکے - اور اُن حظائظ کا ذکر کریں جو مطالعہ فلسفہ سے اہل دانش کو
حاصل ہوتے ہیں -

مخفی مباد کہ انسان فلسفہ سے پانچ طرح کا رشتہ رکھتے ہیں -
اول سادہ لوح کہ علم پر تحقیر کرتے ہیں اور اسکی تکریم لائقہ دور رکھتے ہیں
دوم اہل دون حرفت کہ علم کی ہجو کرتے ہیں - سوم اہل سفہ وبلہ
جنہوں نے جو پڑھا اُسکے اصل مدعا کو کبھی نہ سمجھا اور جو اصل مدعا
علم کے فوت کرنیکے ساعی رہتے ہیں - چہارم مقلدان قدیم المزاج
جو علم کی ترقی کی راہ میں اڑے آتے ہیں - پنجم علما جو علم سے حظ و نفع
اُٹھاتے ہیں - چونکہ فرقۂ اولین علم کی قدر واجب کرتے ہیں اور اسکے
حظائظ سے نہ بوجہ کبر بلکہ بوجہ عجز محروم ہیں اسلیے قابل رحم ہیں
نہ قابل نفریں ہیں ہم اُنکی نسبت اس بحث میں کچھ لکھنا نہیں چاہتے
ہمارا قصد ہے کہ دوسرے تین فرقوں کے حق کو انگشت نمائے خاص و عام

کرکے تنبیہ کرین کہ یہ ہرسہ فرقے سنگ راہ ترقی ہین اہل حرفت بوجہ
رشک کے و علماء بے عمل جنکو پڑھے جاہل بھی کہتے ہین بوجہ
کج فہمی کے اور مقلد الطبع باعث دون ہمتی کے۔ گرچہ ابتدء ان
تینونکے راستے علٰحدہ علٰحدہ ہین بالآخر ہرسہ راستے اُسی ظلمت جہل مین
جاکر ایک ہو جاتے ہین سچ ہر کہ **فرد** ہرکس کہ نداند و نداند کہ نداند۔
در جہل مرکب ابد الدہر بماند۔ تاکہ خلط مبحث نہو ہم ہر ایک اہل فرقہ کا
علٰحدہ علٰحدہ تین بابون مین ذکر کرینگے اور ہر ہر مرض کا علاج بھی
لکھینگے۔ و باب اخیر مین علم کے حفائظ کا بیان درج ہوگا

باب اول

مشتمل بر رواقوال اہالی حرفہ در تذلیل حکمت

تاکہ اس بحث کی تفہیم مین مطالعین کو دقت نہ پڑے ہم قبل
آغاز دلائل رد کے قواے نفس ناطقہ کا مختصر ذکر کرنا چاہتے ہین
تاکہ معلوم ہو کہ حکمت کو کس قوت سے تعلق ہر اور حرف و صنعت کو
کس قوت سے اور کیا وجہ ہر کہ اہل حرف فرقہ اول کو ذلیل سمجھتے ہین
مخفی نرہے کہ نفس ناطقہ دو قوتون پر منقسم ہر ایک قوت ادراک

دوسرے تحریک کو مشتعل قواے شہوانی و غضبی سے ہی۔ قوت
اولی کی پھر دو قسمیں ہین نظری و عملی۔ قوت نظری سے ادراک
حقائق موجودات و استنباط اصناف معقولات متعلق ہی۔ اِس قوت کے
درجۂ اعتدال پر کام مین لانے سے حکمت حاصل ہوتی ہی دو درجے
افراط و تفریط سے۔ سفہ و بلہ۔ یعنی جو قوت فکر کو اُن امور کی تحقیق مین
صرف کرے کہ جو حد امکان سے باہر ہین یا آنکہ حد سے زیادہ فکر کو
استعمال کرے اُسکو سفیہ اور گربزی بھی کہتے ہین اور جو شخص کہ فکر کو [illegible]
امور واجب مین ارادۃً دخل نہ دے یا آنکہ حد واجب سے کم استعمال [illegible]
اُسکو ابلہ کہتے ہین ہمارا مدعا اِس رسالہ مین انھین امراض سے [illegible]
متعلق ہی اور اِس قسم کے لوگونکی کثرت سے حکمت عوام کی نظر مین
ذلیل ہوگئی ہی۔ ادراک کی دوسری قوت کو عملی اسلیے نامزد کیا ہی
کہ اُسکی توجہ سے مصالح و مفاسد افعال کی تمیز و امور معاش کا انتظام
و مصنوعات مین تصرف حاصل ہوتا ہی اسی قوت کے تجربہ سے
ازدواج کا نتیجہ صنعت ہی پس اگر اصول صنعت نتائج قوت نظری پر
مبنی ہون تب ہی اُسکو صنعت کہنا چاہیے المختصر علم کے نتیجۂ عملی کو

نقصان پہنچ سکتے ہیں اگر اصول عمل حسب تجربہ پہنچے ہوں اور بذریعہ نتائج
و قواعد عقلی مہذب ہوئے ہوں تو اُس عمل کو حرمت کرنا چاہیے
پس صورت میں ظاہر ہے کہ اہل عمل کو اپنی بہبودی کی امید علم ہی سے
رکھنی چاہیے۔ لہذا ثابت ہوا کہ اہل عمل کا علم کو فضیلت اور عقل
سمجھنا واجب ہے کہ جسکی وجوہ ہم آگے مفصلاً درج کرتے ہیں
پوشیدہ نہ رہے کہ ہر ایک قوم ابتدا میں حالت وحشت میں رہتی اور
بتدریج تہذیب کو پہنچتی ہے اسلیے ابتداے حالت وحشت میں جسقدر
افعال انسان سے سرزد ہوتے ہیں خصوص قوت محرکہ سے پہنچتے ہیں
نہ ادراک پر خصوصاً قوت فطری تا حد صغر دراز معطل رہتی ہے کیونکہ ابتدا میں
انسان ہواے جسمانی کی طرف بیشتر راغب ہے پس حالت ابتدائی میں
نفسانی کو بجز جانب نفع و دفع ضرر اور کوئی فکر و امنگیں نہیں ہوتی قوت
عملی کو اُسیقدر کام میں لاتا ہے کہ ہواے جسمانی میسر ہوں پس اس
حالت قوم میں بجز کسی قدر حرمت کے اور کسی کمال کو ظہور نہیں ہوتا
جبکہ حوائج جسمانی سے فرصت پاکر و لذائذ شہوانی سے سیر ہو کر مطلق
جسمانی اشغال سے انسان کو کچھ فرصت پیدا ہو جاتی ہے تب ملاحظہ روحانی

کی طرف قوم کو میل ہوتا ہی اور تہذیب کی بنا پڑتی ہی اس زمانہ مین
پہلے ہی پہل انسان کو قیاسات جدلی و خطابی و شعری سے رغبت
بیشتر ہوتی ہی جب اس قسم کی تصنیفات سے بھی سیر چشمی ہوتی تقاضاے
طبیعت ہوتا ہی کہ فکر و رویت کے طریقہ دشوار و پر از خار مین بھی
گذرنا چاہیے اُسکو آغاز زمانہ فلسفہ کہنا واجب ہی۔ امر بدیہی ہی کہ اگر
کسی حیوان کو کئی دن تک مقید رکھو جو ہین کہ وہ کھلتا ہی ایسا نشۂ آزادی
مین مخمور ہو جاتا ہی کہ اُسکی ہر حرکت مین آثار مقیدی کے بالعکس
پائے جاتے ہین۔ یعنی جسقدر کہ بحالت مقیدی اُسکی آزادی بہ جبر دبی
تھی اُسیقدر اب وہ افراط پکڑتی ہی علی ہذا قوم کہ حالت وحشت مین
مدت تک بند جہالت سے علائق جسمانی مین گرفتار رہتی ہی جو ہین کہ اُس
بند سے اُسے چھٹکارا ملا حتی الوسع علائق جسمانی کو منقطع ہی کر دیتا
اور قواے ادراک کے استعمال کو جو اسوقت تک حد تفریط مین تھے
درجۂ افراط کو پہونچانا چاہتی ہی اور جسقدر امور متعلق جسم یا دنیا ہین
اُن سے انقطاع رشتہ مین فخر سمجھتی اور علم الٰہی کے بہول بھلیان مین
سیر کرنے کی خواہش کرتی اور اجرام سماوی کہ حرکات و سکنات کے

مشاہدہ مین اور اسی قسم کے دیگر دقیق علوم مین مصروف ہوجاتا
چاہتی ہے حتیٰ کہ حد سے زیادہ امور دنیوی و حوائج بدنی سے نفرت
ظاہر کرتی ہے کہ مثل دیگر اطراف کہ یہ بھی مذموم ہے گرچہ طرف افراط
حکمت کے ہے۔ اس زمانہ مین کچھ حرف بھی ترقی پکڑتا ہے لاکن اُسکا
علاقہ علم سے مطلق علحٰدہ رہتا ہے کیونکہ اِس زمانہ کے علما حکمت کا حرف
امور دنیوی مین معیوب سمجھتے ہین چنانچہ اِس زمانہ کے حکما مثل افلاطون کا
قول ہے کہ نتیجہ و مدعا حکمت یہ نہین کہ اُسکے ذریعہ سے تکلیفات بدنی کے
دفع کرنے مین کوشش کیجاوے نہ آنکہ آسایش جسمانی کی تدابیر
نکالی جاوین اور نہ یہ کہ مادی دنیا پر انسان کا احاطہ اختیار وسیع
کیا جاوے بل اینکہ حوائج مادی سے اِنسان کا مطلق تعلق قطع
کر دیا جاوے اور انسان کسی چیز کا محتاج نرہکر حالت طبعی مین
گذر کر سکے کیا خوب حکمت ہے کہ جس سے انسان پھر حالت وحشت
کی طرف عود کرے کیونکہ یہ تو قوم کی اُسی حالت طفولیت مین ہوسکتا ہے
کہ انسان مثل بہائم کے بجز حوائج ضروریہ کے اور کسیکا محتاج
نہین ہوتا اِس طور کی زندگی کو حالت اعتدال ہم کسی طور سے نہین کہہ سکتے

یہ تو خطا افراط کا درجہ تفریط کا نہ ماننے ہی کیا عجب ہے کہ امور جسمانی مین
تفریط اور روحانی مین افراط کو جائز رکھا جو اپنے قول کے خلاف
عمل کرتے ہین کہ ہم دنیا طلب نہین بسبب انکی ورزش ریاضت ہی اس قسم کی
حکمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابتدا شیوع اس حکمت سے اہل علم نے
امور دنیا کی طرف سے توجہ ایک طرف کر کے ذیل کے ناممکن العمل
نصائح مین مشغول ہوئے کہ انسان کو مرض و جراحت سردی و گرمی
یا کسی ہی تکالیف محسوسہ بدنی کو تکلیف نہ سمجھنا چاہیے اور نہ انکے
علاج کی تدبیر کرنی چاہیے تکلیف کوئی شی نہین یہ ایک ہماری
حس ہے اگر ہم اسکو تکلیف نہ سمجھینگے یہ ایذا نہ پہونچائیگی اور ہم جسقدر
کہ ایسی تکالیف گوارا کرینگے اُسیقدر اجر عظیم پائینگے ہمکو عمدہ خوش طعام
یا خوش لباس و عمدہ سواری وغیرہ کے فراق مین نکھونی چاہیے
وقت عزیز کو مباحث علمی مین صرف کرنا چاہیے - ایسی حکمت کا نتیجہ
یہ ہوا کہ اہل علم نے حرفت و صنعت کی طرف مطلق توجہ نہ کی و نفس کشی کو
ذریعہ ~~اجر~~ آخرت تصور کر کے دیوانہ وار افعال اُنسے سرزد
ہونے لگے جنکی چند تمثیل ذیل مین درج کیجاتی ہین ایک رومی حکیم

مطالعہ کتب میں محو تھا کہ اسکے مکان میں آگ لگ گئی ایک
خدمتگار نے دوڑ کر خبر دی تو بجائے شکریہ کے حکیم صاحب نے
یہ فرمایا کہ کیسا نامعقول آدمی ہے کہ امور دنیوی کے خاطر سے
مطالعے میں خلل انداز ہوا گھر جل ہی جاتا تو کیا مضائقہ تھا ۔
دیو جانس یونانی کی عادت تھی کہ ایک پیپے میں رہتا اور جیٹھ کی
گرم ریت پر دوپہر کو جا کر سوتا تھا اور جاڑون میں برف پر ننگے
یہ مثالیں تو ایک دور دراز کی ہیں خود ہند کے حالات پر غور کرو
تو معلوم ہوگا کہ یہ پرانے زمانے کی حکمت کا ہی نتیجہ تھا جو ہنوز باقی ہے
کہ رشی و یوگی نفس کشی میں اجر عظیم سمجھکر قطع تعلق دنیا ترک کر کے جنگل میں
بود و باش اختیار کرتے اور اپنے بدن کو صدہا ترکیبوں سے بلکہ
عجیب عجیب ڈھنگون سے ایذا دیتے تھے چنانچہ بعضے ایک ہاتھ
یا ایک پیر اٹھا کر ہی کھڑے ہو جاتے ہیں حتی کہ ہاتھ یا پیر سوکھکر
یا ورم کر کے آخر کار حس و حرکت اس سے زائل ہو جاتی ہے۔ اکثر
بولنا بھی مطلق ترک کر کے قوت ناطقہ کو کھو دیتے ۔ بعض آنکڑے
اپنی کوکھ میں ڈالکر بانس کے گرد چکر دیتے تھے حتی کہ جان تک تکلیف سے

سکھلاتی تھی - ایسے اظہار نفس کشی سے عوام جاہل تو متحیر ہوتے
اور انکے فاعلون کو برتر سمجھکر نہایت تکریم کرتے تھے - لاکن اہل حرفہ
جو ذرا کچھ عقل سلیم سے بہرہ ور تھے ان افعالون کو دیکھکر انکے
فاعلون کو نظر تحقیر سے دیکھنے لگے اور خود کو انسے برتر سمجھنے لگے
یہین سے علم کی قدر گھٹنی شروع ہوئی کیونکہ فی الحقیقت ایسے اہل علم سے
دنیا کو بجز گمراہی اور کچھ فائدہ نہین پہونچتا تھا بالعکس حرفت کی بدولت
صدہا لوگون کو انواع اقسام کی آسایش ملتی تھی - پس بادی النظر مین
اہل حرفت کا اپنے تئین اہل علم سے برتر سمجھنا بجا تھا - اگر بانیان
حکمت قدیم مثل افلاطون وغیرہ کو یہ معلوم ہوتا کہ انکے نصائح کا
نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ صرف انکے پیرو بلکہ خود حکمت ذلیل ہو جاویگی تو وہ
ایسے پندون پر زور نہ دیتے - پوری طرح سے تو علم باعمل کی قدر
قدیم کے حکما جانتے ہی نہ تھے ورنہ جو صناعات اب علم کی مدد سے
دریافت ہوئین زمانہ سلف مین ہی دریافت ہوکر علم دنیا کی نظر مین
ہرگز ذلیل نہوتا - لاکن حکماء قدیم کا منشا پورا پورا وہ بھی نہ سمجھے
جو انکے متاخر تھے پیروکارون نے اپنی کج فہمی سے خدا جانے [illegible]

علم کو مطلق نفس کشی ہی خیال کرکے علم کو مٹی مین ملا دیا۔ حتی کہ جب
حکما و مہندسون نے علم سے عملی فوائد مثل کلہاے وغیرہ کے ایجاد کا
قصد کیا تو اُنکو دیگر حکیم کج فہم انگشت نما کرنے لگے کہ دیکھو فلان شخص
حکمت کو امور دنیوی مین ڈالکر ذلیل کیے دیتا ہی۔ فی الحقیقت اگر اُس
حکمت کی تعلیم سے ایذاے جسمانی کا ڈنک جاتا رہتا اور جراحت
وغیرہ سے ہمکو تکلیف نہ معلوم ہوا کرتی تو یہ نتیجہ اُس سے بہتر ہوتا کہ ہم
ادویہ تلاش کرکے اُس سے تکلیف رفع کرین لاکن اُن حکیمون نے
یہ خیال نکیا کہ دواؤن سے تو تکلیف دور ہوسکتی ہی نہ نصیحتون سے
باوجود اُن حکیمون کی سعی و کوشش کے ابتک امراض و جراحت سے
اُسی قدر تکلیف محسوس ہوتی ہی جسقدر اُن حکیمون کی پیدایش سے
پیشتر معلوم ہوتی تھی اور باوجود اُنکی پند آمیز حکمت کے دنیا ویسی ہی
بند عصیان مین گرفتار رہی جیسے سابق سے تھی۔ بقول میکالی صاحب
اِن حکیمون کی حکمت کا نتیجہ بجز ریش دراز کے باقی نرہا۔ بالعکس
فی زماننا جبکہ حکمت کہ نتیجہ تہذیب ادراک نظری کا ہی ~~اسکو تقویت عملی~~ سے
اِزدواج کیا تو جسقدر فائدے کہ مترتب ہوے آگے شمار کیے جاینگے

پس بیکن صاحب کے بیشتر کی حکمت کے نسبت تو قول اہل حرفہ کا
کچھ درست ہی۔ کیونکہ وہ حکمت نہ تھی بلکہ اُسکو بارہاسے حکمت شبیہ
بحکمت کہنا چاہیے۔ تاکہ حکمت کی کماینبغی توقیر اہل حرفہ کی نظر میں
سماوے اُسکی تدبیر بجز اسکے نہیں کہ حکمت سے جو فوائد عملی نکلے ہین
اُنکا بیان کیا جاوے۔ حال کے فلسفہ کی شان مین یہ کہنا کہ اس سے
کوئی نتیجہ عملی نہ نکلا کلیہ نادرست ہی اگر ذرا عقل کو دخل دین تو اہل حرفہ
بھی قائل ہونگے اور تسلیم کرینگے کہ زمانہ حال مین علم کے زور سے
عمر انسان کو درازی ہوئی ہی۔ تکالیف جسمانی بہت گھٹ گئی۔ اور امراض
بہت سے گویا نیست ہوگئے۔ زمین کو نئی قوت پیداوار حاصل
ہوگئی ہی۔ جہازرانی کے خطرات کافور ہوگئے۔ وہ اسلحہ ایجاد ہوئے
کہ جنکا سان گمان بھی پیشتر نہوگا ایسے ایسے بڑے دریا پر پل باندھ دیے
کہ پیشتر ناممکن سمجھے جاتے ہونگے بجلی کو آسمان سے بلا ضرر رسانی زمین کی
اُوتار دیا۔ شب تاریک کو وہ روشنی بخشی کہ دن کا مقابلہ کرسکے۔
انسان کی قوت باصرہ کو وہ دوربینی دی کہ جس سے صدہا میل پر دیکھ سکے
اور بازو کو وہ قوت دی کہ چاہے ہزارہا من کا بوجھ اُٹھا سکے۔

رفتار کو تیز ہی بخشی فاصلہ کو تو گویا نیست ہی کر دیا۔ اور خط وکتابت
وآمد و رفت کو از بس آسانی ہوئی سمندر کی تلیٹی مین اوترنا آسان
کر دیا۔ زمین کے گانون مین بیدھڑک بلا خوف ضرر کے اوترنیکی تدبیر
بتلائی۔ تری وخشکی وہوا مین فی گھنٹہ ساٹھ ستر میل تک جانا
آسان کر دیا۔ اور یہ سب صرف اک شمہ اُن ایجادات کا ہی جو بمدد
فلسفہ ممکن ہین ایسا بھی کوئی دست از عقل شستہ نظر آتا ہی جو اسپر بھی
فلسفہ کو بے سود قرار دیتا ہو۔ البتہ ایسے بھی ہین کہ جو حقد وحسد کے
غبار مین حق کو ناحق سے تمیز نہین کر سکتے وہ اہل حرفت ہین جو سابق کے
زمانہ مین بلاشرکت حرفت کے مالک تھے۔ اب سخت حسد سے
جلتے ہین کہ اہل علم جنکو بیشتر وہ جنونی سمجھتے تھے اب خود صنعت مین
اہل حرفت پر سبقت لیجاتے ہین۔ اب کچھ بس تو نہین چلتا اِس
فکر مین رہتے ہین کہ اہل علم کے افعال مین نکتہ چینی کرین اگر کوئی
عیب اصلی یا خیالی نظر آئے تو اوسکو جھنڈے پر چڑھا کر شہرت دیتے
اور پکار پکار کر کہتے ہین۔ دیکھو اہل علم کا صنعتون مین دخل دینے کا نتیجہ
یہ ہی اِس طور سے اہل علم کو عیب لگا کر اپنا رسوخ بتلانا چاہتے ہین

مثلاً ایک انجنیر کوئی بڑی عمارت بنوا رہا ہو مستری لوگونکی عادت ہی
کہ اُسمین کچھ نقص لگاتے رہتے ہین۔ اب فرض کرو کہ عمارت ختم ہوگئی
اور بارش سخت ہوئی یا نیکے ریلے کا دھکا کھاکر عمارت زمین بوس ہوگئی
پس اب مستریونکی بن پڑی اپنا رسوخ جتلاکر سب خاص و عام سے
کہنے لگے کہ دیکھو ہمنے تو پیشتر ہی کہا تھا کہ یہ مصالحہ درست نہین ہی
انیٹ ذرا خام رہگئی ہی محراب مین خم کم دیا گیا ہی مگر کیا کرین انجنیر صاحب نے
کان پر نرکھا اسکا دیکھو کیا نتیجہ ہوا۔ ظاہر ہی جسکا کام اُس سے ہی
ہو سکتا ہی انجنیر لوگ ناحق ہی حرفت مین بھی علم کا زور چلاتے ہین
دیکھو جبسے یہ انجنیر لوگ تعمیر مین دخل دینے لگے ہین عمارتین کیسی ناپایدار
بننے لگی ہین اوپر ہی کا لفافہ ہی دو چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات
تھوڑی عدم مرمت سے عمارتین زمین دوز ہو جاتی ہین۔ انجنیرونکے
زمانہ سے پہلے کی عمارتین ابتک قائم ہین ویسی پختہ عمارت اب
انجنیر کہان بنا سکتے ہین۔ اب نہ وہ چونہ ہی رہا نہ وہ کاریگر یہ سب
خرابہ انجنیرون نے دخل دیکر کردیا مستریون کی قدر نرہنے سے ہنر
معمارون کا جاتا رہا۔ ایسی تقریر کو سُنکر عوام بھی متفق ہو جاتے ہین

یہ خیال نہین کرتے کہ بہت سے کامون مین سے کوئی بگڑ بھی جاتا ہے خصوص بڑی
مُہموں مین خواہمخواہ ابتدا مین دقتین پیش آتی ہین اور آغاز مین ناکامیابی
بھی ہوتی ہے۔ ایسی ناگزیر ناکامیابی یا خفیف نقصانون کی بنا پر اہل حرفت
وعوام علماؤنکی صنعتون پر حرف رکھنے لگتے ہین اور جتلاتے ہین کہ دیکھو
پرانے رستے کو چھوڑکر نئی روشنی وایجادات کا یہی نتیجہ ہو رہا ہے۔ دراصل
یہ خیال غلط ہے کہ اب مثل غارہاے یلورہ و پرائیڈ مصر کے عمارات بنائی
نہین جاسکتی نہ جن مُقدرون نے ہند کے مغربی گھاٹ پر سے ریل اوتاردی اور
خاکناے سویز کو کاٹکر نہر نکال دی کیا وہ پرائیڈ نہین بنا سکتے یا غار نہین
کھدوا سکتے اُنسے بہتر کرا سکتے ہین لاکن ایسی بے مصرف عمارات مین وقت
اور روپیہ لگا کر خراب کرنا حماقت سمجھتے ہین۔ علی ہذا یہ عام خیال ہے کہ کیسا ہی
سیاحنی دان کیون نہو بنیے کے طفلک کے برابر ضرب وجوڑ نہین دیسکتا یا کیسا ہی
فہیم وعلیم ہو دلال کے برابر سودا نہین کرسکتا پس جبکہ اہل علم ایسی ناچیز
باتون مین مات کھا جاتے ہین تو زیادہ کیا اُنسے دنیا امید رکھے انکی ہوائی
بندشون سے کیا مفاد ہے۔ ایسا عوام واہل حرفت کا خیال ہے چنانچہ اس امر کی
تصدیق مین ایک مسئلہ ہے کہ چار شخص ایک ویاکرنی یعنی نحوی دوسرا طبیب

فضول اور نکما دنیوی معاملات مین احمق سمجھتے ہین اور اہل علم کو خیال
کرتے ہین کہ انکا ایسے ہی مباحث بے اصل اور بے بنیاد ہوائی ہین وقت
جاتا ہی کہ زمین اور آسمان کے قلابے ملانے کے اور انکا کچھ کام نہین
ہم بھی اسکے قائل ہین کہ اہل علموں مین ایسے لوگ ہو گئے ہین اور
موجود بھی ہین جنکی نسبت اوپر کی مثل صادق آئی الا انکی احمقی
اور دنیا کے حق مین معطلی موجب ذلت انھین لوگونکا ہی علم کو
ایسے لوگون کے وجود سے ذلت نہین کیونکہ ایسے لوگونکی اہل علم مین
گنتی نہین انکی نسبت حضرت سعدی نے فرمایا ہی شعر
چارپایے برو کتابے چند ٭ نہ محقق بود نہ دانشمند ٭ ایسے ہی صاحبونکو
ہمنے دیباچہ مین پڑھے جاہلون مین شمار کیا ہی اور ایسے ہی علیمون کی
وجہ سے قدر علم کی گھٹ گئی چنانچہ فیلسوف جو ہم معنی حکیم کے ہی بمعنی
مکار کے مشہور ہی ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ایسے علیم لوگون نے حکمت کو تو
چھوڑ دیا اور بازاری حکمت شبہ بحکمت کے درپے ہو کر اصل حکمت کو
ذلیل کر دیا پس ہمارا مدعا اس رسالے مین صرف علم کے اہل وطن کی
نظرون مین پوری توقیر قائم کرنے سے نہین بلکہ یہ بھی ہی کہ علم کے

اصل مدعا ہے ان بے قدرت و بیقدرون کو آگاہ کرین اور ظاہر طور پر
شائع کرین کہ علم سے عمل کس درجہ بہتر ہے کا مقتضی ہے اور وہ عمل بے سود ہے
جو عمل بے محل کیا جاوے ۔ چونکہ علم کے عملی دلیلون کا مفصل بیان
رسالہ ہذا کے دوسرے باب سے متعلق ہے بیان حاجت تفصیل کی
نہین ہے ۔ اس محل مین اتنا کہنا کافی ہے کہ اہل علم سے دلالی یا سود و
حساب مین پیشہ ور لوگ فوق لیجانا کوئی موجب فخر پیشہ ور یا باعث
ذلت اہل علم کا نہین ہو سکتا ۔ جاے غور ہے کہ جسقدر آسانی سے
درانتی سے کھیت کٹ سکتا ہے شمشیر آبدار سے کٹنا محال ہے ۔ پھر کیا ہم
اس نظر سے کہ کھیت تلوار سے برابر نہین کٹتا ہے نہ کہ فی نفسہ درانتی
شمشیر سے بیش قدر آلہ ہے ۔ یا آنکہ گدھا گھوڑے سے بہتر ہے کیونکہ بوجھ
گدھے پر زیادہ لد سکتا ہے ۔ آلہ دوربین سے اگر ایک بالشت پر واقع
شی کو دیکھا جاوے تو بہت دھندلا دیکھیگا ۔ پس کیا یہ کہنا
درست ہوگا کہ آلہ مزبور سے آنکھ بلا مدد اسکے دور تر دیکھ سکتی ہے
ہرگز نہین ۔ اصل یہ ہے کہ ہر ایک شی کے استعمال کا موقع و محل ہے اور
علم کا بھی ۔ علم کی قدر سود سے سلف یا بھاو بٹہ مین نہین پائی جا سکتی

کیونکہ یہ کام حیثیت کے نیچے ہی چنانچہ پوپ صاحب کا قول ہی کہ
بعض نا چیزونسے نا واقفیت بھی ایک موجب فخر ہی مثلاً تواریخ مین
درج ہی کہ تھمسٹوکلیز جب مدرسہ مین پڑھتا تھا بین نہ بجا سکتا تھا بھولی
شاگرد اُسپر ہنستے تھے وہ یہی جواب دیتا کہ مین بین نہین بجا سکتا لاکن
کسی بھی تمدن کو حضیض زوال سے اوج کمال کو پہونچا سکونگا اور
ویسا ہی ہوا کہ جب وہ سن شعور کو پہونچا یونان کے شہر ایتھن کی سلطنت کو
نہایت ترقی بخشی - علی ہذا القیاس گرچہ راج کنی بسولہ کو انجنیر کی نسبت
زیادہ چالاکی سے استعمال کرسکتا ہی اور ممکن ہی کہ وہ چھوٹی چھوٹی عمارت
خوش وضع بھی بنا سکے اور چھوٹی ندی نالہ کا پل بھی باندھے لاکن امکان نہین
کہ مستری ایسی عظیم الشان عمارت کا منصوبہ باندھے جیسا کہ تاج محل
آگرہ مین - سینٹ پال کا گرجا لندن مین - یا رتھنن یونان کے شہر ایتھن مین
یا پرسیپولس ایران مین ہی نہ یہ ممکن ہی کہ راج مستری گنگا یا برھم پوتر کا
پل باندھ سکے یا خاکنائے کو کاٹکر سمندر کو سمندر سے ایک ایسی نہر کے
ذریعہ سے ملا دے کہ اُسمین جہاز جنگی و تجارتی عبور و مرور کرسکین یا پہاڑ کے
نیچے سرنگ کے ذریعے آمد و رفت کا راستہ کھولدے یا جبال واقع لعرب بند

کہ اوپر سے ریل کی سڑک اوتار دے اور چین کے ایک جانب سے دوسری جانب تک دلدل اور جنگل و پہاڑیوں مین ہوکر نہر نکال دے علی ہذا اگرچہ بر چونیہ اجسکو ایک ضرب کی کل کہین تو بجا ہی مہندس سے کسی ضرب کو جلد حل کر دیگا لاکن مجال نہین کہ وہ مشکلات حل کر سکے جو مہندس کرسکتا ہی چنانچہ مہندس اُن اشکال کا ثبوت دیتا ہی اور اُن معمون کی عقدہ کشائی کرتا ہی اُن اصولونکو دریافت کرسکتا ہی اور اوسنے اُن کلونکو ایجاد کیا ہی جو کہ زمانہ حال کی ترقی کی بنیاد مین آزادسے آزاد شاعر اور وہمی سے وہمی قصص نویس بھی جسکو اپنی تصنیف مین لکھتے شرماتا وہ بھی اب فلسفہ حال کی مدد سے بن آئی ہی چنانچہ الف لیلہ کے جن او پری بھی ہمارے تار برقی کے مقابلے مین سست رفتار او کاہل معلوم ہوتے ہین مصنف الف لیلہ نے جو کاٹھ کے گھوڑے کا ذکر لکھا ہی کہ وہ آتش سے پھونکتا تھا گویا بجنسہ ہمارے - اسٹیم انجن یعنی کل دخانی سے مراد ہی - بھلا کوئی شی سایہ سے بھی زیادہ غیر پایان ہی - لاکن ہمارے فوٹوگرافی کا آلہ اُسکو بھی پکڑ لیتا ہی اور گویا ہر شی کو اپنی تصویر اُتارنے کو مجبور کرتا ہی - اِن سب ترقیون کی جڑ ریاضی ہی ہی پس مہندس اور

بنیے مین کیا فرق ہی صریح ظاہر ہی - علی ہذا القیاس دلال خرید و
فروخت مین کتنا ہی حکیم سے تیز و چالاک ہو لاکن وہ کتنی بھی آنکھین
پھاڑ پھاڑ کر دیکھے اس عقدے کو حل نہین کرسکتا کہ یہ جو ستارے
گرد اگرد چمک رہے ہین کیا شی ہین اور انکے وجود و بقاے کا راز
کیا ہی - بالعکس حکیم ہر اثر کے موثر کو دریافت کرکے ان نتائج پر قواعد کلی
باندھکر وہ اصول دریافت کرلیتا ہی جسکے بموجب ذرہ ذرہ سے و تودہ
تودہ سے باہم ہوکر ان اجرام سماوی کا وجود ظہور مین آیا ہی جو گرد آفتاب کے
طریقہ معین مین گردان ہین - وہ یہ استدراک کرسکتا ہی کہ فطرت کا
کیا عجیب انتظام ہی کہ ظاہرا بہت خفیف حادثون کا بھی سبب وہی ہوتا ہی
جو واقعات سنگین کا ہی چنانچہ جس اصول پر آٹا چکی سے اطراف کو
بکھرتا ہی اور بھیگے جاکر کھانے پہیے سے پانی گرد اگرد اچھلتا ہی اسی اصول
جر ثقیل پر ستارے آفتاب کے گرد گردش مین قائم ہین - جھاڑ سے
زمین کو سیو کے گرنیکا وہی سبب ہی جو جبال کی تشکین اور اجرام سماوی کے
بقاے طریقہ معینہ مین قیام کا موجب ہی - ناجیان علم کی اکثر عادت
ہوتی ہی کہ اپنے مدعا کو مثلون مین ادا کرتے ہین - گرچہ یہ عادت طفلانہ

سمجھی جاتی ہی مگر اس موقع پر ہم ایک اور مثال بیان کرینگے جو جہنے اہل علم کی
تذلیل مین اہل حرف سے سبقت کی ہی۔ روایت ہی کہ ملک ایران مین فوجین
جری تھین آلا علم کا مطلق چرچا نہ تھا۔ جبکہ ایک عالم کا اُس دیار مین
گذر ہوا تو اُسکو یہ حالت جہالت دیکھکر کمال افسوس ہوا اُسنے سلطان سے
کہا کہ یہ سب فوج جری بلا علم کے بیکار ہی۔ مناسب ہی کہ آپ رعایا کو تعلیم کلی
دین تاکہ اسقدر فوج کی ضرورت نرہے اور اندرون و بیرون ملکی امن حاصل ہو
سلطان نے حسب صلاح اُس عالم کے سپاہ کو برطرف کر دیا اور رعایا کی
تعلیم مین سعی آغاز کی حتی کہ جمہور کثیر علم سے بہرہ یاب ہوا قضا کار
کسی نواح کے سلطان نے جو سُنا کہ ایران مین سب عالم ہی عالم رہگئے ہین
دار الخلافت پر حملہ آور ہوا بادشاہ ایران نے دشمن کو نکال دینے کے
واسطے چند عالمون کو بھیجا۔ اِن عالمون نے سلطان مخالف کے پاس جا کر
بڑی لمبی چوڑی تقریر کی جسکا حاصل مطلب یہ تھا کہ جنگ مین بجز مضرت کے
فائدہ نہین اور صلح مین فوائد بیشتر ہین لشکر جاہل نے اِن عالمون کی
تقریر پر مطلق کان نہ دھرا تب تو اِن عالمون کو مخالف کے علم و عقل سے
بے بہرگی پر کمال افسوس آیا اور طیش مین آکر فرمایا کہ یا دشمن عقل و جان

یہ کہان نمکا دستور ہے کہ تم بلا اجازت مالک غیر مین گھس آئے تم کیا
استحقاق رکھتے تھے - عدو نے شمشیر برہنہ کرکے بتلائی جس سے انکا مطلب تھا
کہ اسکے زور سے ہم گھس آئے - بچارے عالمونکے تلوار دیکھتے ہی ہوش
پران ہوئے خوف کھاکر راہ گریز کی آگے رکھی - گرتے پڑتے شاہ دیر انکی
خدمت مین پہونچے ملک نے کیفیت مقابلہ دریافت کی ان عالمون نے
بڑی تمکنت سے کہا - تقصیر معاف فریق مخالف تو بالکل عقل کا دشمن ہے
کوئی تقریر اثر پذیر نہوئی آپ ہی تخت سے کنارہ کیجیے آپکا تو تخت ہی گیا
انھون نے تو دین و ایمان سب ہی کھو دیا - ایسی مثالین صدہا ہین جن سے
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین پڑھے جاہل یعنی بلھون نے اپنی
بیوقوفیون سے علم کو بہت ہی ذلیل کر دیا ہوگا لاکن یہ تمثیلین ان
عالمون کی شان مین روا نہین جو اصل حکمت سے ماہر ہین اور علم و
تقریر کو بے محل و بطور ناواجب نہین برتتے بلھون کی نسبت تو خود عالمونکا
قول ہے کہ نیم طبیب خطرۂ جان و نیم ملا خطرۂ ایمان یا بقول داس کبیر
آدھے کچرا بجبج وہی - جتنا وہی شربزۂ اور آدم کچری و دیا وہی - کہہ گئے
داس کبیر پوسیا ہی مین اتنی صفتین جا ہیین - تندرستی و قوت بدن

فرمانبرداری ودلی محبت باسرکردہ خود = جرأت وجان کی طرف سے
بیخوفی - محنت سفری سے تندرستی مین تو فرق آہی جاتا ہی ادھر کچھ سے
طالب علم مین خوف جان اور خودغرضی بھی بیشتر پیدا ہوجاتی ہی اور علیمونکی
فوج تو ہونا حیطۂ امکان سے باہر ہی بس خواندہ کا ناخواندہ سپاہی سے
مقابلہ کرنیکی حاجت نہین بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ جنگ مین مہذب افسر
یا ناخواندہ غالب رہیگا جو تواریخ سے واقف ہین فوراً کہینگے کہ
ابتدا سے ابتک جو مہذب اور وحشی قومون مین جنگ ہوچکی ہین اُنکے
نتیجون سے صاف ظاہر ہی کہ علم ہمیشہ وحشت پر غالب آیا ہی بہ استثناء
اُن قومون کے جو عشرت بدنی مین غرق ہوگئی تھین چنانچہ وحشی قومین
جرمنی کی بڑی جری اور قوی ہیکل تھین لاکن افواج رومی کے مقابلے مین
سدا شکست یاب رہین اُسکی وجہ یہی تھی کہ رومی افسر علم سے بہرہ ور
تھے - انگریز ہند پر اسی وجہ سے غالب ہوئے کہ ہند سے علم کوچ کرچکا تھا
بالعکس افسران انگریزی تعلیم اور فہیم مقرر ہوتے ہین اور ہر حرکات
وسکنات اُنکے عساکر کی تابع علم ہی - امریکہ کے باشندگان بیشین کچھ جسمًا
بودے نہ تھے علم سے زنگیون نے مغلوب کرلیا اس موقع پر عدوان علم کہینگے

کہ اگر ترقی وعلم سے بارود کی ایجاد نہوتی تو فرنگی اہل آمریکہ پر کاہیکو اتنا ظلم کرسکتے کہ جسکے بیان سے اب خود فرنگی شرماتے ہین۔ پس نتیجہ بھی علم نیک نہین۔ اِسکا جواب سہل ہی کہ گرچہ بارود سے نتائج قبیح بھی ظہور مین آئے لاکن بالآخر اِس ایجاد کے فائدے نقصان پر حاوی ہین۔ کیونکہ یہ ایجاد بارود کا ہی اثر ہی کہ جو لڑائیان پیشتر دَس دَس سال مین ختم ہوتی تھین اب چند ماہ مین اختتام کو پہونچتی ہین پس صلح جلد نصیب ہوتی ہی علاوہ برین بذریعۂ بارود کے مہذب سلطنتون کی وحشت پر حاوی ہوجانے سے مثل بردہ فروشی و مردم خوری و قربانی انسان و قصاص اعضا کے اکثر قبوحات گویا دنیا سے اُٹھ گئے۔ فرنگی لشکر کے اسلحہ و دیگر سامان جنگی پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوگا کہ فن جنگی کے واسطے کِسقدر اہل علم کی مدد درکار ہی۔ چونکہ ہر ایک علم کے عملی فوائد باب آیندہ مین تحریر کیے جائینگے ہم اِس باب کو اِس نصیحت آمیز جملہ سے ختم کرتے ہین کہ اہل حرف کو علم کی طرف نظر حقارت سے نہ دیکھنا چاہیے بلکہ اپنے حرف کے اصول کی شائستگی کی امید علم ہی سے رکھنی چاہیے کیونکہ آغاز باب ہی مین درج ہوچکا ہی حرف درجۂ صنعت کو تب ہی

پہونچتا ہی جبکہ قوت عمل کا جو ماخذ حرفت ہی قوت نظری یعنی
ماخذ حکمت سے ازدواج کیا جاوے یعنی بناے حرفت نتائج علمی پر
رکھی جاوے کیونکہ بخاصہ میوہ پیوندی کے حرفت کا علم پر ہی پیوند کرنے سے
عمدگی حرفت کی متصور ہی

غلطنامہ مراۃ الحکمت وعلاج اجمل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۷	جب	جُب
۴	۱۴	زمین مین	زمین
۵	۲	کئی	کے
۱۰	۵	واجب	ناواجب
۱۱	۱۳	بچشم	بجسم
"	۱۵	حرف	صرف
۱۲	۵	کرنی	کرے
۱۵	۱۵	متاخر تھی	متاخر
۱۷	۲	باراى	بازاے
۱۸	۳	گانون	کانون
۲۲	۱۰	مُہری	موری
۲۴	۹	کہ	کہسکتے ہین کہ
۲۷	۱۱	کہانی	کہاتی